

# شرح الاربعين نفوي

تأليف  
الشيخ محمد بن شرف النووي  
٦٣١-٦٧٦

ترجمة وتعليق  
پروفیسر سعید مختاری سعیدی

## دار السلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

ریاض • جدہ • انجیر • شارجہ • لاہور  
لندن • ہیوسٹن • نیویارک

بہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ  
ریاض • جدہ • انجیر • شارجہ • لاہور  
لندن • ہیوسٹن • نیویارک



ہیڈ آفس: پوسٹ بکس 22743 الرياض: 11416 سعودی عرب فون: (009661) 4033962-4043432

فیکس: 4021659 ای میل: [Darussalam@naseej.com.sa](mailto:Darussalam@naseej.com.sa)

بک شاپ فون: 4614483 فیکس: 4644945

جدہ فون و فیکس: 6807752 انجیر فون: 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 (00916) فیکس: 5632624

پاکستان: 50 لوہڑی مال نزد ایم سہ - اوکھل لاج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)

فیکس: 7354072 ای میل: [darussalam@mail.com](mailto:darussalam@mail.com)

بہرمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن: داتھامسٹورج فون: 5202666 (0044 208) فیکس: 5217645 ریجنٹ پارک برائج فون: 7243363 207

ہیوسٹن فون: 7220419 (001 713) فیکس: 7220431 ای میل: [darsalam@dar-us-salam.com](mailto:darsalam@dar-us-salam.com)

Website: <http://www.dar-us-salam.com>

نیویارک فون: 625 5925 (001718)

© مکتبہ دار السلام، ۱۴۲۳ھ

فہرستہ مکتبہ الملک فہد الوطنیہ أثناء النشر

النووي، أبو زكريا بن شرف

شرح الأربعين النووية - الرياض

۲۲۴ ص، ۲۱ سم رد مک: ۸۳-۸۶۱-۸۶۰-۹۹۶۰

(النص باللغة الاوردية)

۱- الحديث - شرح - ۲- الحديث الصحيح أ- العنوان

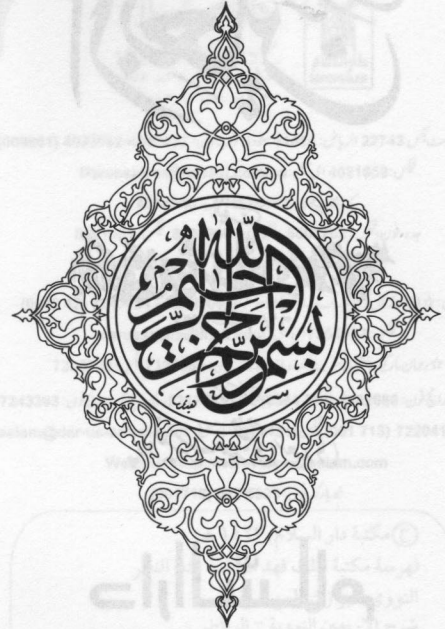
دويو، ۲۳۷، ۲۳/۴۰۱۱

رقم الإيداع: ۲۳/۴۰۱۱

رد مک: ۸۳-۸۶۱-۸۶۰-۹۹۶۰

## فہرست مضامین

38	اسلام کا پانچواں رکن: رمضان کے روزے	8	عرض ناشر
39	انسان کے تخلیقی مراحل اور انجامِ آخرت	10	مقدمہ امام نووی رحمہ اللہ
45	مذمت بدعت	13	کچھ اربعین نووی کے بارے میں
48	حلال، حرام اور اصلاحِ قلب	16	تذکرہ امام نووی رحمہ اللہ
50	وجوہ اشتباہ	21	اصلاحِ نیت کی ضرورت و اہمیت
52	اخلاص، خیر خواہی، وفاداری	22	نیت کی درستی اور خرابی سے کیا مراد ہے؟
54	اللہ تعالیٰ کے حق میں نصیحت	26	اسلام، ایمان اور احسان کے مفہام
54	کتاب اللہ کے حق میں نصیحت	30	فرشتوں کا انسانی صورت میں آنا
54	رسول کے حق میں نصیحت	30	وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فِجْذِيْهِ
54	ائمہ مسلمین کے حق میں نصیحت	31	پہلا سوال: ارکانِ اسلام
54	عامۃ المسلمین کے حق میں نصیحت	31	دوسرا سوال: عقائدِ اسلام
55	تحفظ جان و مال مسلم	31	اسلام اور ایمان
59	اطاعت رسول کی فرضیت اور کثرت	32	تیسرا سوال: احسان
	سوالات کی ممانعت	33	چوتھا سوال: قیامت کب آئے گی
63	اکل حلال کی اہمیت اور کسبِ حرام.....	34	پانچواں سوال: علاماتِ قیامت
66	اجتنابِ شبہات	35	حدیث جبریل کی اہمیت
68	مسلمانوں کا غیر متعلق امور سے اجتناب.....	35	ارکانِ اسلام
71	اسلامی اخوت، تکمیلِ ایمان	36	اسلام کا پہلا رکن: توحید و رسالت کا اقرار
74	خون مسلم کی حرمت اور جوازِ قتل کی.....	36	اسلام کا دوسرا رکن: اقامتِ صلوٰۃ
76	الثیب الزانی	37	اسلام کا تیسرا رکن: زکوٰۃ
76	قصاص	38	اسلام کا چوتھا رکن: حج



190	تدابیر	158	تقویٰ	110	حیا	77	ارتداد
191	کسی کی بیچ پر بیچ کرنا	158	اطاعت امیر	112	اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس پر ثابت قدمی	77	اسلامی آداب معاشرت
191	اخوت	160	اجتماعِ مَعْنٰی	116	واقعہ حضرت خضیب رضی اللہ عنہ	78	قول خیر یا خاموشی
192	حسن معاشرت، تیسیر، سترعیوب، طلب علم اور عمل کی فضیلت	160	اطاعت خلفائے راشدین	120	فرائض اور حلال و حرام کا التزام	80	اکرام الجار
194	خدمت خلق	160	بدعت کی مذمت اور اس سے احتراز	122	أَخْلَلْتُ الْحَلَالَ وَخَوَّمْتُ الْحَوَامَ	82	اکرام الضیف
194	تنگدست پر آسانی کرنا	160	ابواب الخیر	122	وضو، ذکر، نماز، صدقہ، صبر اور قرآن کے فضائل	84	غصہ سے ممانعت
196	عیب پوشی	163	ابواب الخیر یعنی نیکی کے دروازے	87	طہارت	87	ہر کام سلیقے سے اور ہر ایک سے....
196	بھائی کی مدد	163	روزہ	125	ذکر الہی	88	احسان
197	فضیلت طلب علم	164	صدقہ	127	نماز	88	احسان کی اہمیت
198	اجتماعی طور پر تلاوت قرآن	164	قیام اللیل	128	صدقہ	89	احسان فی القتل
199	صرف اعمال ہی ذریعہ نجات ہیں	164	حفاظت زبان	129	صبر	89	احسان بالذبیحہ
200	اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی وسعت رحمت	165	شرعی احکام کی اقسام	130	صبر کی تین قسمیں ہیں	90	تقویٰ اور حسن اخلاق
206	فرائض اور نوافل اللہ تعالیٰ کے قرب اور محبت کا ذریعہ ہیں	166	فرائض	130	حرمت ظلم اور حقیقت توحید	91	تقویٰ
208	فرائض کی اہمیت	168	حدود	131	حرمت ظلم	93	توبہ
209	نوافل کا درجہ	168	محرمات	135	ہدایت	95	توبہ کی قبولیت کی شرائط
210	نتیجہ	170	مسکوت عنہا	137	رزق	95	حسن اخلاق
210	خطا، نسیان اور جبر و اکراہ کی معافی	171	زہد کی حقیقت و فضیلت	139	لباس	97	تقدیر اور توکل
211	خطا	174	ضرر رسانی اور بطور انتقام ضرر سے احتراز	140	استغفار	100	پہلی نصیحت : اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت
212	نسیان	178	اثبت دعویٰ	141	کلمہ استغفار	103	وَإِذَا سَأَلْت فَاسْأَلِ اللَّهَ
213	مجبوری کی صورت میں کئے گئے عمل	180	امریا المعروف ونہی عن المنکر	142	سید الاستغفار	106	وَإِذَا اسْتَعْنَيْتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ
215	دنیا کی بے ثباتی	185	اسلامی معاشرت کے اصول	143	صدقہ کا حقیقی مفہوم	108	توکل علی اللہ
219	اطاعت رسول، ایمان کی علامت ہے	187	حسد	145	ہر نیکی صدقہ ہے	109	ازالہ مشاغل
222	توبہ کی فضیلت اور رحمت الہی کی وسعت	188	تجسس	147	نیکی اور گناہ کی پہچان	109	تقدیر، صبر
		189	بغض	152	وجوب التزام سنت	109	شرم و حیا جزو ایمان ہے



## عرض ناشر

اربعین نویسی، علوم حدیث کی علمی دلچسپیوں کا ایک مستقل باب ہے۔ تذکرہ نگاروں کی روایات اور مؤرخین حدیث کی تفصیلات کے مطابق عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے اس فن پر پہلی اربعین مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں علم حدیث، حفاظت حدیث، حفظ حدیث اور عمل بالحدیث کی علمی اور عملی ترغیبات نے اربعین نویسی کو ایک مستقل شعبہ حدیث بنا دیا۔ اس ضمن میں کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں اربعین کے سینکڑوں مجموعے اصول دین، عبادات، آداب زندگی، زہد و تقویٰ اور خطبات و جہاد جیسے موضوعات پر مرتب ہوتے رہے۔ ان میں سے ستر مجموعوں کا تذکرہ صرف ایک مستند چھ جلدوں پر مشتمل کتاب ”کشف الظنون“ میں ملتا ہے۔ برصغیر میں بھی اربعین نویسی کا ذوق رہا ہے اور اس ضمن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے مولانا ابراہیم میرسیا لکھنؤی تک اربعین کے بہت سے مجموعے ہمارے سامنے ہیں۔ اس سلسلہ سعادت میں ایک معتبر اور نمایاں نام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ کا ہے، جن کی اربعین اس سلسلے کی سب سے ممتاز تصنیف ہے۔

اربعین نویسی کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ ہر چند اسانید کے لحاظ سے ضعیف ہیں مگر عمل بالحدیث کے نقطہ نظر سے ان مرتبات میں بہت مفید لوازمہ فراہم کیا گیا ہے۔ بالخصوص امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی اربعین میں اس امر کا التزام کیا ہے کہ تمام تر منتخب احادیث روایت اور سند کے اعتبار سے درست ہوں۔

ان منتخب احادیث کو اساسیات دین کی حیثیت حاصل ہے۔ گویا یہ کسی ایک موضوع پر مجموعہ حدیث کی بجائے دین و شریعت کے تمام اہم پہلوؤں پر ایک معیاری اور مستند انتخاب ہے۔ یہ انتخاب اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے فہم اور عمل سے دین کے بیشتر تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور اس سے ایک دینی ذوق اور پاکیزہ سیرت کی آبیاری کی جاسکتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی اربعین میں اس امر کی کوشش کی ہے کہ بیشتر احادیث صحیح بخاری

اور صحیح مسلم سے ماخوذ ہوں۔ یوں قارئین کے لیے یہ اعتماد کی بات ہے کہ تمام تراحدیث سنداً صحیح ہیں۔ اپنی حسن ترتیب کے لحاظ سے مذکورہ امتیازات کے باعث یہ مجموعہ اربعین عوام و خواص میں قبولیت کا حامل ہے۔ انہی خصائص کی بنا پر اہل علم نے اس کی متعدد شروحات، حواشی اور تراجم کیے ہیں۔ عربی اور فارسی کی طرح اردو زبان میں بھی اس کی شروحات ملتی ہیں۔ مگر اس اربعین کی افادیت اس بات کا تقاضہ کرتی تھی کہ اس کی ایک جامع، محقق اور مستند شرح اردو زبان میں لکھی جائے جس سے علم و عمل کے متلاشیوں کو پیغام حق میسر آ سکے۔ محترم سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ نے اس ضرورت کو بڑے عالمانہ انداز میں ایک شگفتہ اسلوب کے ساتھ پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

علم الحدیث اور عمل بالنہ کے شائقین اس امر سے آگاہ ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ فن حدیث میں کس درجہ رسوخ کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن سے وفات تک کی پینتالیس سالہ زندگی جس علم و تقویٰ اور زہد و ورع سے بسر کی، اس کے اثرات ان کی تصنیفات میں نمایاں ہیں۔ آپ علوم اسلامی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے، جس کا بہترین اظہار صحیح مسلم کی اس شرح سے ہوتا ہے جو اہل علم میں استناد کا درجہ رکھتی ہے۔ ”الاربعین“ کے علاوہ ان کی بیس کے قریب دیگر علمی تصنیفات ان کے عالمانہ قد و قامت کو متعین کرتی ہیں۔

ادارہ دار السلام اس عظیم محدث کی معروف ”الاربعین“ کی تازہ اردو شرح کو جس مثنیٰ اور طباعتی معیار کے ساتھ پیش کر رہا ہے، اس کے باوصف ہمیں امید واثق ہے کہ اس کاوش کو اہل علم، علماء، دینی مدارس کے شیوخ اور سکولوں، کالجوں اور جامعات کے اساتذہ میں ان شاء اللہ العزیز پذیرائی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو عامۃ المسلمین کے لیے نافع اور مفید بنائے اور مرتب، مترجم، شارح، ناشر اور منتظمین کی حسنت میں شمار کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

عبد المالک مجاہد

دار السلام، ریاض - لاہور

ربیع الاول 1423ھ / جون 2002ء

انہی بزرگ ائمہ اور حفاظ کی اقتداء کرتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث جمع کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، اہل علم کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال سے متعلقہ احادیث خواہ ضعیف بھی ہوں ان پر عمل کرنا جائز ہے ﴿مگر میرا اعتماد محض مذکورہ بالا ضعیف حدیث ہی پر نہیں بلکہ صحیح احادیث میں وارد آنحضرت ﷺ کے اس قول پر ہے۔ آپ نے فرمایا:

«لِيُبْلَغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ» (صحیح البخاری، العلم، باب قول النبی ﷺ «رب مبلغ أوعى من سامع»، ح: ۶۷ وصحیح مسلم، القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء ...، ح: ۱۶۷۹)

”تم میں سے جو موجود ہے وہ ان لوگوں کو احادیث و احکام پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں۔“  
اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ایک اور فرمان بھی ہے:

«نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبْلَغَهُ» (سنن أبي

① امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول محل نظر ہے، ضعیف روایت مطلقاً ناقابل عمل ہے۔ خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائل اعمال سے اور یہی رائج ہے کیونکہ جب اس کی نسبت ہی رسول اللہ ﷺ سے محبت نہ ہوئی تو خواہ ظن مرجوح کی بناء پر اس کو عقیدہ و عمل میں لانا درست نہیں۔ ان الظن لا یغنی عن الحق شیئاً۔

بعض کبار محدثین نے بیت عنکبوت کی مانند اس کمزور موقف کی بڑے سخت انداز میں تردید کی ہے، لہذا اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی روایت ضعیف ہو تو بیان کرتے وقت اس کے ضعف کی نشاندہی ضرور کریں۔ ورنہ عند اللہ گناہ گار ہوں گے۔ جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہیں الفاظ رقم طراز ہیں۔ «كَانَ آثِمًا بِفَعْلِهِ ذَلِكَ، غَاشًا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ» ”وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ گار اور عامۃ المسلمین کا خائن متصور ہو گا۔“ اور جو شخص جانتے بوجھتے ضعیف روایت پر عمل پیرا ہو وہ اس سے کہیں زیادہ قابل مذمت اور مستحق وعید ٹھہرتا ہے۔

مذکورہ بالا یہی موقف امام ابن حزم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر متقدمین و متاخرین محققین کا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: مقدمة صحیح مسلم ص ۱۹، طبع دار السلام، قواعد التحديث للقمی: ۱۱۳ القاعدة الجلیلة ص ۸۳، صحیح الجامع، للالبانی ۱/۳۶۱۔

## مقدمہ امام نووی رحمہ اللہ

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الحشر ۵۹/۷)

”اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو۔“

أما بعد :

حضرات علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابودرداء، ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ، اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بہت سی اسناد کے ساتھ مختلف روایات میں ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میری امت کے لئے امور دین سے متعلق چالیس احادیث حفظ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء میں سے اٹھائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے ”اللہ تعالیٰ اسے فقیہ عالم کی صورت میں اٹھائے گا“ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ”میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ ہوں گا“ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے ”اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہو داخل ہو جاؤ۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ ”اس کا شمار علماء کی جماعت میں اور حشر شہداء کی جماعت میں ہو گا۔“ ماہرین حدیث کا اتفاق ہے کہ کثرت اسانید کے باوجود یہ حدیث ضعیف ہے مگر پھر بھی اہل علم نے اس سلسلہ میں بے شمار تصنیفات کی ہیں۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے اس بارے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب تصنیف کی۔

ان کے بعد عالم ربانی ابن اسلم طوسی، حسن بن سفیان نسائی، ابوبکر آجری، ابوبکر بن ابراہیم اصفہانی، دارقطنی، حاکم، ابونعیم ابو عبدالرحمن السلمی، ابو سعید المالینی، ابو عثمان الصابونی، عبداللہ بن محمد الانصاری اور ابوبکر البیہقی اور دیگر بہت سے متقدمین و متاخرین علماء نے تصنیفات کیں۔

## تذکرہ امام نووی رحمہ اللہ

﴿۶۳۱ھ-----۶۷۶ھ﴾

امام صاحب موصوف کو اللہ کریم نے گوناگوں اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ بلند علمی مرتبہ کے حامل تھے۔ اہل علم نے آپ کو ”الامام“ ”الحافظ“ ”شیخ الاسلام“ اور ”محی الدین“ جیسے عظیم القابات سے موصوف کیا ہے۔

نام و نسب اور کنیت: آپ کی کنیت ابو زکریا اور پورا نام یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام ہے۔

تاریخ ولادت و مولد: آپ محرم ۶۳۱ھ کو دمشق کے نواحی گاؤں ”نوئی“ میں پیدا ہوئے۔

نووی کی وجہ انتساب: اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو ”نووی“ یا ”نواوی“ کہتے ہیں آپ نام سے زیادہ اسی نسبت سے معروف ہیں۔

بچپن اور تعلیم: نیک سرشت والدین کی سرپرستی میں آپ اسلامی انداز پر پروان چڑھے۔

کرامت: ان کے والد کا بیان ہے کہ ان کی عمر سات برس تھی۔ ستائیس رمضان کی شب کو یہ میرے ساتھ سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کو بیدار ہو گئے، کہنے لگے: اباجان! یہ کیسی روشنی ہے جو سارے گھر میں پھیلی ہوئی ہے، سب گھر والے بیدار ہو گئے، کسی کو کچھ نظر نہ آیا۔ کہتے ہیں ان کی اس بات سے ہمیں یقین ہو گیا کہ آج شب قدر ہے۔ آپ بلوغت سے قبل ہی قرآن کریم حفظ کر چکے تھے۔ شب و روز تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ آپ کو تلاوت اور حصول علم کا بڑا شوق تھا آپ کو کھیل کود سے شدید نفرت تھی۔

امام صاحب کے شیخ یاسین بن یوسف الزرکشی کا بیان ہے، ان کی عمر دس برس تھی میں نے انہیں ”نووی“ میں دیکھا کہ بچے انہیں کھیلنے پر مجبور کرتے اور یہ روتے ہوئے ان سے دور بھاگ جاتے اور اس حال میں بھی تلاوت کرتے۔ ان کی معصومیت اور قرآن کی محبت دیکھ کر ان کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے قرآن پڑھانے والے استاذ سے جا کر سفارش کی کہ اس بچے کا خصوصی خیال رکھا کریں، امید ہے یہ بچہ اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم اور زاہد ہو گا۔ اور لوگ اس کے علم سے فائدہ اٹھائیں گے۔ استاذ نے مجھ سے کہا: کیا آپ نجوی ہیں؟ میں نے کہا: نجوی تو نہیں، اس کے آثار ہی کچھ ایسے ہیں۔ اور یہ باتیں مجھ سے اللہ تعالیٰ نے کہلوائی ہیں۔ استاذ نے ان باتوں کا ذکر ان کے والد سے کر دیا اور انہوں نے بھی ان پر بھرپور توجہ دی۔

آپ کو چونکہ حصول علم کا شغف انتہائی زیادہ تھا۔ آپ نے بچپن ہی میں فقہ کی بعض کتابیں پڑھ لی تھیں۔ آپ کے والد نے جب آپ کی قوت حافظہ اور تحصیل علم کا شوق دیکھا تو آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے ۶۳۹ھ کو علم اور اہل علم کے مرکز دمشق لے آئے، اور آپ کو ایک مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ وہاں آپ نے فقہ شافعی کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور بعض کتابیں زبانی یاد کر لیں۔ آپ نے اس مدرسہ میں قیام کے دوران خوب محنت کی اور کبھی بھی جی بھر کر نہ سوئے۔ آپ نے دیگر اہل علم کے علاوہ دمشق کے سب سے بڑے فاضل علامہ کمال الدین المغربي سے خوب استفادہ کیا۔

تکدستی و سادگی: آپ نے طالب علمی کا زمانہ بڑی تنگدستی کے عالم میں بسر کیا، لیکن طلب حدیث اور حصول علم کے شوق میں یہ سب کچھ بخوشی برداشت کیا۔ آپ کو کھانے کی پروا ہوتی نہ لباس کی۔ جو لباس ملتا زیب تن فرما لیتے اور جو میسر ہوتا صبر شکر کر کے کھا لیتے۔

آپ کا اکثر وقت مطالعہ کتب، عبادت، ریاضت اور اوراد و وظائف میں صرف ہوتا، دن رات حتیٰ کہ راہ چلتے بھی اپنا وقت ضائع نہ کرتے۔ سادگی اس قدر تھی کہ اہتمام سے غسل کی خاطر کبھی حمام کا رخ نہ کیا۔ آپ کے ایک ساتھی رشید بن معلم کہتے ہیں کہ میں نے محض اس لیے ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی کہ آپ غسل کے لیے حمام نہ جاتے اور



۱۰۔ اصلاحِ نیت کی ضرورت و اہمیت

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا  
 الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ  
 كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ  
 وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِلدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً  
 يَتَكَحَّهَا فَهَجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ» (رواه البخاري  
 ومسلم)

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں،  
میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں  
پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ جس کی ہجرت  
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس  
کے رسول کے لئے ہے۔ اور جس کی ہجرت حصول دنیا کے لئے یا کسی  
عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہے  
جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔“

تخريج: صحيح البخاري، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، ح: ١ وصحيح مسلم، الإمارة، باب قوله ﷺ إنما الأعمال بالنية، ح: ١٩٠٧.

شرح لالفاظ: [حَفْص] شیر، ابو حفص یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ [اَلْاَيَّاتِ] جمع نیت لغوی طور پر نیت کا معنی ارادہ ہے اور اصطلاحی طور پر اس ارادے کو کہتے ہیں جو فعل کے ساتھ متصل ہو۔ [هَجْوةً] کا معنی لغوی طور پر ”ترک کرنا“ ہے اور شرعاً دین کو بچانے کی

غرض سے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف چلے جانے کو ہجرت کہا جاتا ہے۔ ”اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ہجرت ریا اور دکھاوے سے پاک ہے۔ اور اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کو حاصل کرنا ہے اس کی ہجرت مقبول ہے اور اسے اس کی جزا ملے گی۔ [لَدُنْيَا يُصِيبُهَا] کسی دنیوی غرض کے حصول کی خاطر ہو۔

تشریح: آنحضرت ﷺ نے اس حدیث مبارک میں یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ انسان کے تمام اعمال کی قبولیت اور ان کے اجر و ثواب کا انحصار نیت پر ہے۔ عمل کرنے والے کی نیت درست ہو تو اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور عمل کرنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر عمل کرنے والے کی نیت درست نہ ہو تو بظاہر وہ عمل کتنا ہی اچھا اور عمدہ کیوں نہ ہو، عمل کرنے والے کو اس کا ثواب نہیں ملتا، بلکہ وہ عمل اس کے لئے وبال اور باعث گناہ بن جاتا ہے۔ گویا نیت تمام اعمال کی روح ہے۔

نیت کی درستی اور خرابی سے کیا مراد ہے؟ نیت کی درستی سے مراد یہ ہے کہ نیک کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے،

کسی کے خوف سے یا کسی کی خوشنودی کیلئے نہ ہو نیز لوگوں میں شہرت، نیک نامی یا دنیوی منفعت کا لالچ بھی نہ ہو۔ اور اگر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے کسی شخص کی خوشنودی یا لوگوں میں عزت و شہرت اور نام و نمود یا مزید کسی دنیوی لالچ و غرض کی خاطر کیا جائے تو یہ نیت کی خرابی ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہی چیز ایک مثال دے کر واضح فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص ہجرت جیسا عظیم عمل محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت کیلئے کرے تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہے یعنی اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہے اور وہ رسول کا اطاعت گزار اور فرمانبردار ہے اور اگر ہجرت کرنے والے نے یہ عمل دولت کمانے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لالچ میں کیا تو اس کی یہ ہجرت اسی کیلئے ہے جس کیلئے اس نے ہجرت کی یعنی اسے اس عمل کا کوئی ثواب نہ ہو گا۔ اور وہ رسول کا عقیدت مند اور فرماں

کیش شمار نہ ہو گا۔ حالانکہ ہجرت ایک ایسا عظیم عمل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اَنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِيْكُمْ مَا كَانَ قَبْلَهَا** (صحیح مسلم، ایمان، باب کون الإسلام یهدی ما کان قبلہ... الخ، ح: ۱۲۱)

”ہجرت کرنے سے انسان کی سابقہ زندگی کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“ آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

**اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰی صَوْرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ** (صحیح مسلم، البر والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم...، ح: ۲۵۶۸)

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے (کہ تم عمل کس نیت سے کرتے ہو)۔“

قرآن کریم میں اسی اخلاص کو تقویٰ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**لَنْ يَنَالَ اِلَٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَنَالُهُ النُّقُوى مِنْكُمْ** (الحج ۲۲/۳۷)

”اللہ کو قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا بلکہ اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“ یعنی تمہارے اس عمل میں اخلاص ہے یا نہیں؟ اخلاص ہو تو بظاہر حقیر اور معمولی عمل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے لیے نجات اور سرخروئی کا سبب بن سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

”قیامت کے روز ایک قاری، ایک سخی اور ایک شہید کو اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیا جائے گا۔ اللہ ان سے باری باری ان کے اعمال کے متعلق دریافت کرے گا تو قاری کہے گا: یا اللہ! میں نے تیرا دین سیکھا اور زندگی بھر لوگوں کو سکھاتا رہا۔ سخی کہے گا: یا اللہ! میں نے تیرا دیا ہوا مال نیکی کے ہر راستے میں خوب لٹایا، اور شہید کہے گا: یا اللہ! میں تمہرے دشمنوں سے قتال کرتا رہا اور بالآخر میں خود بھی ان سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اللہ اس